اورنگزیب یوسفزئی

اگست ۲۰۰۹

www.aurangzaib.tk

www.aurangzaib.co.cc

لسانی الحاد اور لغوی فساد

ماہنامہ بلاغ القرآن --اگست ۲۰۰۹

صفحات ۲۴ تا ۳۲

جناب محترم انجینئر عبدالحمید فاروقی کا مضمون نظر سے گزرا - درج بالا عنوان کے تحت یہ مضمون قرآن میں مذکورہ 'عبادات' کی چند اصطلاحات کے تحقیق جدید کے تحت کئے گئے تراجم کی تنقیح اور رد پر مبنی ہے۔ ان عباداتی اصطلاحات میں جناب نماز سے ابتداء کرتے ہیں اور اس کے قرآنی مرادف صلوۃ کے حقیقی معانی کی وضاحت کئے بغیر اگلے لفظ ماء اور الماء پر تشریف لے جاتے ہیں- یہاں البتہ کچھ توقف فرماتے ہیں اور دو آیات قرآنی (النحل:۱۰ اور الواقعۃ:۶۹-۶۸) کا اس لفظ کا معنی "پانی" ثابت کرنے کے ضمن میں حوالہ سپرد قلم کرتے ہیں۔ پھر واپس عبادت کے طرف آتے ہوئے "تسلسل عملی" اور "زماں و مکاں کی گواہی" جیسی کچھ مہملات و مجہولیات کا گھسا پٹا راگ الاپتے ہوئے فوراً ہی عربی زبان کی تعریف کی طرف پلٹتے ہیں۔ اسکے ابلاغیاتی پہلو اور اس کی اصطلاحات کے "نقطہء تعدیل" پر زور دیتے ہوئے الروم:۲۲ کا حوالہ صرف اس لئے دیتے ہیں کہ اسمیں "زبانوں کے اختلاف" کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر قطعی غیر متعلق طور پر آل عمران:۱۹ اور ۸۵ کو درج کرتے ہیں کہ جسکا موضوع زیر تحقیق سے کوئی بھی تعلق نہ ہے۔ یہ کچھ کرنے کے بعد پھر "پانی" کا ذکر خیر آجاتا ہے، جہاں سے فوراً رمضان کے "غلط معنی" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پھر عربی زبان کے سہ حرفی مادہ، ابواب، فعل لازم و متعدی، مصادر و مشتقات پر کچھ جواہر پارے عطا فرماتے ہوئے ایک سہ لائن کی 'تحقیق جدید' بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ اور وہاں سے یکدم "منکرین عبادات" (صلوۃ---صوم---زکوۃ---حج وغیرہ) کے دانش و اجتہاد کو صرف ذاتی لفاظی کی بنیاد پر پھٹکارنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ تاویلات قرار دیتے ہیں ۔اور چند ہی لائنوں کے بعد اسی پیراگراف میں لفظ [نساء] کے معنی کی بحث شروع فرمادیتے ہیں۔ وہاں البتہ یہ صریحاً غلط الزام صادر فرماتے ہیں کہ نساء کا دوسرا معنی تین چیزوں کو سامنے لائے بغیر تاویلاً ایجاد کرلیا گیا ہے۔ وہ تین چیزیں درج ذیل ہیں:۔

تصریف آیات

معروف و متداول لغات اور

زبان و ادب کے جملہ قابل فہم اسالیب

اب ظاہر ہے کہ یہاں صحافیانہ بد دیانتی اور افسوسناک غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ یہ وہ الزام ہے جسے سپرد قلم کرنے سے قبل یہ اطمینان کر

لینا لازم تھا کہ آیا واقعی تینوں مندرجہ بالا نکات کو نظر انداز کیا گیا ہے یا نہیں۔ جواب یقیناً وہی ہوتا، اور اب بھی یہی ہے، کہ نہیں کیا گیا۔ اور ٹھیک اسی نکتے پر ایک محقق یا لکھاری، وفور جذبات سفلیہ میں، اپنے مقام و مرتبہ سے گر جایا کرتا ہے۔ البتہ یہاں سے آگے مضمون میں صرف نساء ہی نساء ہے، جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہی لفظ مضمون کا نقطہء ماسکہ ہے۔

جناب محترم کے مضمون کا پہلا نصف قطعی بے ترتیب اور غیر مربوط ہے اور مختلف النوع نکات پر بر جستہ پھدکتے پھرنے کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اور نتیجتاً جواب پیش خدمت کرنے کیلئے دقت نظر کا طالب ہے۔ اس لئے ناچیز ذیل میں وہ الفاظ ترتیب دیدیتا ہے جن پر غلط معانی کا بہتان لگایا گیا ہے۔ پھر ''تصریف آیات'' اور ''معروف و متداول لغات'' اور ''عربی زبان کے قابل فہم اسالیب'' کے مطابق اپنی ''بے گناہی'' خدمت عالی میں پیش کرنے کی جسارت کرتا ہے۔ الفاظ تحت اعتراض یہ ہیں:۔

۱۔ نماز

۲۔ ماء یا الماء

۳۔ رمضان

۴۔ نساء

۵۔ مرض

۱۔ نماز

موصوف کا یہ تبصرہ درست ہے کہ مختلف زبانوں میں عبادتی اصطلاح مختلف الفاظ سے تعبیر کی جاسکتی ہے اگر چہ کہ معانی وہی عمل پرستش رہینگے جو اسکے اصلی مرادف (یہاں صلوٰۃ) کے ہونگے۔ مگر نفس مضمون کسی اور ہی نکتے کی طرف اشارہ کر رہا ہے، جس کی طرف جناب (اگر واقعی راقم کا اندازہ درست ہے۔۔) کھل کر وضاحت کرنے سے قاصر و خائف رہے۔ دراصل موضوع لفظ نماز کی مخالفت ہے ہی نہیں، بلکہ اس سے، لفظ صلوٰۃ کی تطبیق میں، یہودی روایات کے تحت جو عمل پرستش مرادلیا جاتا ہے، اسکا باطل ثابت ہو جانا ہے۔ صلوٰۃ کی اصطلاح، جناب کی عائد کردہ تینوں شرطوں کے مطابق، اسکے حقیقی لغوی اور اصطلاحی معانی کے ساتھ، تفصیلاً اور وضاحتاً کتابچہ 'حقیقت صلوٰۃ' از ڈاکٹر قمر زمان میں مکمل طور پر دے دی گئی ہے جو جناب کے زیر نظر ہے۔ جس نکتے پر کوئی تسامح جناب کو نظر آئے، حوالے کے ساتھ واضح فرمائیں اور غلطی کی تصحیح یا مزید وضاحت کرنے کا موقع فراہم کریں۔ نیز مطالعہ فرمائیں 'صلوٰۃ کے وہ معنی جو قرآن نے بتائے'' از عزیز اللہ بوھیو۔

۲۔ ماء یا الماء :

صرف ایک آیت مبارکہ جناب کی لن ترانیوں اور الزام تراشیوں کا منہ بند کرنے کیلئے کافی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

سورۃ انفال: و ینزل علیکم من السماء ماء لیطھر کم بہ و یذھب عنکم رجزاً لشیطٰن و لیربط علیٰ قلوبھم و

يثبت به الاقدام ۰

''اوروہ نازل کرتا ہے آسمان سے پانی کہ جس کے ذریعے وہ تمہاری تطہیر کرے اور تم سے شیطان کی گندگی دور کرے اور تمہارے دل مربوط کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے۔''

جناب محترم نے دیکھ لیا یہاں 'ماء من السماء' یعنی آسمانی پانی کا کیا معانی ہے۔ دلوں کو مربوط رکھنے کا کام کسی بارش کے پانی سے نہیں ہوتا۔ نہ ہی انسان کے ارادوں کو ثابت قدم رکھنے کیلئے پانی کسی کام آسکتا ہے اور نہ ہی شیطانی اعمال کی گندگی سے بچا سکتا ہے۔ یہ کام تو صرف وحی الٰہی ہی کر سکتی ہے جو بیشک آسمانوں سے ہی نیچے آتی ہے۔ امید ہے جناب کا ذہنی الجھاؤ اور تناؤ دور ہو گیا ہوگا۔ مزید آیات مبارکہ بھی پیش کی جا سکتی ہیں اگر مطالبہ ہو تو۔

۳۔ رمضان

فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا نام رمضان ہے تو وہ اسی نام سے ہی لکھا اور پکارا جائے گا نا کہ اسکے لغوی معنی یا مفہوم ''تپش یا گرمی کی شدت'' سے۔ دست بستہ عرض ہے کہ یہاں انسانوں کے رکھے ہوئے نام زیر تحقیق ہر گز نہیں ہیں۔ بلکہ الفاظ کے معنی از روئے لغات قرآن اور حسب سیاق و سباق، بموضوع عبادت، زیر بحث ہیں۔ اک ذرا توجہ موضوع کی باریکی ہی کی طرف مرتکز رکھنے کی استدعا ہے۔ لفظ رمضان کا یہودی الاصل مسلم علما کا دیا ہوا معنی مروج رہنے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ بھوک، جو اللہ کا عذاب ہے اور معصیت کی سزا، اس سے مسلمان امت کو بچانے کی تمنا ہمیں اس لفظ کی تحقیق جدید تک ضرور لے آئی ہے۔ یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ دوبدو لڑائی میں ایک بھوکا پیاسا شخص کبھی بھی ۵ منٹ سے زیادہ مقابلے پر ٹک ہی نہیں سکتا۔ تمام لڑائیوں کے مقابلوں میں کھائے پیے لوگوں کیلئے بھی لگاتار مقابلے کی حد ۳ منٹ کے دورانیے کا ایک راؤنڈ ہوتا ہے۔ آپ کہاں سے بھوکے پیاسے رہ کر لڑنے کی ''تربیت'' کی فیل مارتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیے:

شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن

آپ کا ترجمہ: ''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا''۔

کیونکہ یہ ترجمہ ایک عدد بڑی غلط بیانی پر مشتمل ہے اس لئے غلط ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ قرآن حکیم کسی بھی ایک ماہ میں نازل نہیں ہوا بلکہ اسکا نزول پورے ۲۳ سال کے عرصے پر محیط ہے۔ آپ کہیں گے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ قرآن کے نزول کی ''ابتدا'' ماہ رمضان میں ہوئی تھی۔ تو ظاہر ہے کہ تاویل اسی کو کہتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ تحریف بھی۔ کیونکہ آپ کو کوئی حق نہیں کہ قرآن کے الفاظ میں کسی لفظ کا ٹانکا لگائیں، خواہ وہ آپکی حسب خواہش مطالب لینے کیلئے ہی کیوں نہ ہو۔

اب آخر میں ''منکرین عبادات'' کا درست ترجمہ بھی پڑھ لیں تا کہ اسکی تحلیل و تنقیح سے غلطی ثابت کرنے کا پورا موقع جناب کو میسر ہو:

ظلم و تعدی کی تپش یا گرم بازاری کی وہ کیفیت یا صورت حال (شہر رمضان) جس کے بارے میں قرآن نازل کیا گیا'' (رمض کا مطلب وہ گرمی بھی ہے جو تلواروں کی دھاروں کو تیز کرنے کی رگڑ سے پیدا ہو، یعنی قتل و غارت گری کی گرمی)۔

آئت مبارکہ کا آخری حصے کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیں تا کہ معانی اپنے سیاق وسباق میں تسلسل کیساتھ فٹ بیٹھ جائے:-

فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ :"پس تم میں سے جو بھی اس خاص صورت احوال کا مشاہدہ کرے پس وہ اسکو روکے / اسکا سدباب کرے۔"

امید ہے بات واضح ہو گئی ہوگی۔

۴- نساء

"منکرین عبادات" پر یہ تہمت کہ یہ نساء کے معنی خواتین سے انکاری ہیں، کہیں سے بھی ثابت نہیں کی جاسکتی۔ اس مفروضے پر جناب نے کافی فضولیات تحریر فرمادیں اور بات کا خواہ مخواہ بتنگڑ بنا دیا۔ ہم تو صرف یہ موقف قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ لفظ استعارتاً بھی استعمال کیا گیا ہے اور خود باری تعالٰی نے استعمال فرمایا ہے۔ جہاں اسکا معنی کمزوری، کمزور طبقات اور بزدل گروہ ثابت ہوتے ہیں۔ دیکھیے:

۲/۱۸۷: احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم و انتم لباس لھن۔ علم الله انکم کنتم تختانو ن انفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم فالئن باشروھن و ابتغو ما کتب الله لکم۔

ملاحظہ کیجئے مروجہ یہودی ترجمہ جس سے "آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار" کا مکمل اثبات ہوتا ہے اور معانی کی گہرائی اور مقاصد کی بلندی کا خون ہوتا نظر آتا ہے:-

"اللہ نے تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں عورتوں سے مباشرت کو جائز قرار دیا ہے۔ عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو۔ کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ ان کو روزوں کی راتوں میں مباشرت کی اجازت نہیں تھی اس لئے وہ راتوں کو مباشرت کر کے سمجھتے تھے کہ خیانت کررہے ہیں۔ اس لئے اب ان کو اجازت دی گئی اور کہا گیا کہ عورتوں سے مباشرت کرو اور جو اللہ نے تمہارے لئے مستقبل میں اس مباشرت کے نتیجے میں (بچہ) لکھا ہے وہ ڈھونڈو" ۔وغیرہ۔

اب تقابل فرمائیے "قرینے، قاعدے اور ضابطے" کے مطابق کیا گیا ترجمہ جو آپ کو "مباشرت" کی 'شہوانی' تکرار سے دور ہٹا کر بلند مقاصد و اقدار کی طرف لے جاتا ہے اور اسی لئے آپ حضرات کیلئے ناپسندیدہ اور نا قابل غور ٹھہرتا ہے:-

"ظلم کے سدباب کے غیاب کے تاریک دور میں (لیلۃ الصیام) جائز کردیا گیا تھا تمہارے لئے تمہارے کمزور طبقات (نسائکم) کے ساتھ بدگوئی و بدکلامی (الرفث) کو جبکہ وہ تمہارے معاشرہ کیلئے لباس کی طرح لازم و ملزوم ہیں۔ خدا کو علم تھا کہ تم اپنے ہی لوگوں کیساتھ خیانت (استحصال کے معنی میں) کا ارتکاب کررہے تھے۔ پس وہ تمہاری طرف رجوع ہوا۔ تم کو عافیت میں لیا۔ درگزر کیا۔ اب تمہارا فرض ہے کہ انہیں خوشخبری دو۔ ان سے قریبی تعلق رکھو اور استحصال (خیانت) سے باز آکر صرف اسی حق کی توقع رکھو جو تمہارے لئے اللہ نے جائز ٹھہرایا ہے"۔

ذرا کوشش فرمائیں کہ اس ترجمہ کو "لغت اور تلمیحاتی اسالیب" کی روشنی میں غلط ثابت کیا جاسکے۔ رفث کا ترجمہ مباشرت ثابت

کرنے کی سعی ءلا حاصل فرمائیں یا نساء کو اس مخصوص جگہ عورت ثابت کرنے کی کوشش فرمائیں!!!

واضح ہو کہ نساء کا لفظ سیدنا موسیٰ اور فرعون کی داستان میں اکثر استعمال ہوا ہے جہاں بارہا مقامات پر بنایا گیا کہ فرعون ابنا قوم کو مروا دیتا تھا اور نساء کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ ان آیات میں ہر مرتبہ نساء کا لفظ کمزور اور بزدل طبقات ہی کیلئے استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

البقرۃ:۴۹ ۔۔۔ یذبحون ابنائکم ویستحیون نسائکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم

''ذبح کرتے تھے تمہارے بہادروں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہارے کمزوروں کو''

اعراف:۱۲۷۔ سنقتل ابنائھم ونستحیی نسائھم

''ہم قتل کر دینگے ان کے طاقتور اور زندہ چھوڑ دینگے انکے کمزور''

المومن:۲۵۔اقتلوا ابناءالذین آمنوامعہ واستحیو نسائھم

''مار ڈالو ان مردان میدان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور زندہ رکھو انکے کمزور طبقات کو''

یہاں جناب کوشش فرمائینگے کہ پھر تاویل کا سہارا لیکر ابناء کو نومولود بچے قرار دیں اور نساء کو عورتیں۔ لیکن کیا کوئی معقول انسان انکار کر سکیگا کہ مندرجہ بالا آیات میں ترکیب یا اسلوب ''تقابل ضدین'' کا اختیار کیا گیا ہے۔ اب اگر یہاں نساء کا مطلب عورتیں لیا جائے تو پھر تقابل میں مرد یعنی 'رجال' آنا چاہیئے تھا۔ اور اگر ابناء سے مراد بیٹے لیا جائے تو نساء کی بجائے بنات یعنی بیٹیاں آنا چاہیئے تھا۔ تو جناب ترکیب آیات، اسلوب اور تقابل ضدین کا اصول صحیح ثابت ہی تب ہوتا ہے جب نساء کا مطلب وہی جناب کا ناپسندیدہ لفظ ''کمزور طبقات'' لیا جائے۔ ہماری مجبوری ہے۔ قرآن ایک کامل (Perfect) کتاب ہے اور ہم قرآن کے ضمن میں کاملیت پسندی واقع ہونے پر مجبور ہیں۔ اس لئے یہاں ابنائے قوم بمعنی بہادر جواں مرد اور نساء بمعنی کمزور ہی کے آتا ہے اور تمام اصول وقواعد پر پورا اترتا ہے۔ زور لگائیے کہ شاید آپ کا موقف درج بالا دلائل کے باوجود بھی کسی معقولیت کی بناء پر صحیح ثابت ہو سکے۔ نہیں ہو سکیگا۔ جناب نے ۵۲ بار اس لفظ کے استعمال کی گنتی تو گن لی مگر نہ ان میں سے مندرجہ بالا مقامات پر غور فرمایا اور نہ ہی ''عورت'' کے تصور پیہم اور ''مباشرت'' کے لفظ کی مجربہ لطف انگیزی سے پیچھا چھڑا پائے۔ یقیناً ایسا ہو بھی نہ سکیگا کیونکہ جو امت یہودی شرانگیزیوں کے تحت پوری پوری زندگیاں ہی جنت میں ان گنت و بے شمار عورتوں کے حصول کے انتظار میں اور ان سے متواتر مباشرت کے نشہ انگیز تصور میں گزار رہی ہو، وہ بھلا عورت اور مباشرت کو ہر مقام پر چشم تصور کے سامنے کیوں نہ رکھے گی۔ یہی تو انجینئر صاحب دراصل آپ کا 'اصل چیستان' ہے!!!

۵۔ مرض

فرماتے ہیں مرض کمزوری نہیں کمزوری کا ایک سبب ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہ بذات خود مرض کیوں کر کمزوری ہو سکتا ہے۔ جناب کی توجہ مبذول

کرائی جاتی ہے ارشاد باری تعالیٰ کی طرف جہاں دماغی کمزوری وکجی کو ۲/۱۰ فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا۔۔ کہ کر واضح کیا گیا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ قلب اور فواد کا مطلب قرآن کی رو سے دماغ ہوتا ہے۔ نیز دیکھیں: منافقوں کا مرض (۸/۴۹)، ظالمین کے دل کا مرض (۵/۵۲)، ان کے دل کا مرض جنکی گندگی بڑھتی جاتی ہے (۹/۱۲۵)، شیطانی فتنہ رکھنے والوں کا قلبی مرض (۲۲/۵۳)، وغیرہ وغیرہ۔ مزید گوہرافشانی فرماتے ہیں کہ "مرض کسی طاقت یا قوت کا نام ہے"۔ ذرا تکلیف فرما کر چیک کریں کہ مولائے کریم نے اسے طاقت یا قوت قرار دیا ہے یا اس کے برعکس؟ ذرا مندرجہ بالا آیات میں مرض کی جگہ طاقت یا قوت درج فرما کر پڑھنے کی زحمت فرمائیں۔خود اپنا سر پیٹ لیں گے جناب!!! پس یہاں سے جناب کا سارا استدلال جو مبنی بر لفاظی ہے، باطل ہو جاتا ہے اور غبارے سے تمام ہوا بیک جنبش قلم خارج قرار پاتی ہے۔ فالتو اور غیر ضروری گفتگو سے پرہیز ہمارا اصول ہے۔ البتہ اپنے یہودی اسلاف کی مخلصانہ جانشینی میں جناب کی قرآن دشمنی اور خدا دشمنی کتنی واضح ہے، ثابت کر دیا گیا ہے۔

انجینئر صاحب "منکرین عبادات" کا لیبل لگانے سے قبل کسی بھی مستند قاموس میں لفظ عبادۃ اور اس کے مادہ ع ب د کا معنی تو دیکھ لیتے۔ جناب کو اپنا عربی کا "علم" اب ج د کی سطح سے بھی گرا ہوا ثابت ہو جاتا اور "لسانی الحاد اور لغوی فساد" کے اصل مرتکب کا فی الفور تعین بھی خود اپنے تئیں ہو جاتا۔ استہزا اور تمسخر کے جس اسلوب کا استعمال جناب نے کرنے کی کوشش فرمائی ہے، وہ صرف ایک خود ساختہ دانشور کا درجہ مزید پست کرنے کے سوا کبھی کسی اور تعمیری مقصد کی تکمیل کرتا نظر نہیں آیا۔ دراصل اس اسلوب کے پس منظر میں ایک وسیع اور عمیق علمی تناظر نہایت ضروری ہوتا ہے جسکا جناب کے ہاں فقدان ثابت ہوتا ہے۔

عرض گزار ہوں کہ قرآن کے دفن شدہ حقیقی معانی و تعبیرات کے کھوج میں غرق ملت کے جدید دیدہ وروں کو روایتی اعتراضات کی بھرمار سے بدحواس کرنے کی سعیء لاحاصل بند فرما دیں۔ اگر یہودی نژاد جعلی علمائے ملت نے امت مسلمہ میں ۱۲۵۰ سال تک ایک مربوط، ہمہ جہت اور وسیع الاطراف انقلاب معکوس برپا کیے رکھا اور ہماری کل متاع حیات ہم سے چھین کر آپ کو اپنے جعلی فلسفے کا متشدد متبع بنا بھی لیا تھا تو کیا!!! وہ مینارہء نور، وہ قرآن عظیم تو اب بھی ہمیں اصل حالت میں دستیاب ہے۔ ہم کیوں نہ احکامات الٰہیہ کی حقیقی اور منزہ شکل دریافت کرنے کی کوشش کریں اور اس گنج گراں مایہ سے اپنی تقدیروں کو مالا مال کر کے بین الاقوامی زاویہء نگاہ سے اپنی عزت نفس اور قومی وقار و عظمت بحال کرنے کی کوشش کریں۔ یہودی روایات کی عطا کردہ نماز اور دیگر نام نہاد "عبادات" نے آپ کی قوم کو سوائے چار وانگ عالم میں ذلیل و پست اور مغلوب کرنے کے اور کیا عطا کیا ہے کہ ہر روایتی مولوی سینہ تان تان کر ان کے حق میں آمادہ بر فساد نظر آتا ہے؟ اور تمام تر زمینی حقائق اس کی کوتاہ نگہی کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں!

شیر مردوں سے ہوا بیشہء تحقیق تہی رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی

اللہ آپ پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھولے اور آپ کو محبت، یگانگت، رفاقت اور کشادہ دلی جیسی صفات عالیہ سے متصف فرمائے۔